قاضیان جمعیت اہل حدیث:

۱۔الشیخ الحافظ کریم بخشؒ: (۱۹۲۳۔۱۹۵۸) ۲۔المفتی عبدالقادر ابراہیمؒ: (۱۹۵۸۔۱۹۸۳)

مفتی اعظمؒ کی شخصیت نہ صرف اہل سنت بلکہ دیگر فرقوں کے نزدیک بھی غیر متنازعہ تھی اور آپ کی معاملہ فہمی اور بے لاگ فیصلوں کو ہر کسی کے ہاں پذیرائی حاصل تھی ۔آپ کے بعد منصب قضاء وافتاء پر الشیخ ابوسعید احمد سعیدؒ ۱۹۸۳ سے ۱۹۸۵تک فائز رہے، پھر جماعت اہل حدیث نے یہ ذمہ داری الشیخ ثناء اللہ سالک کے کندھوں پر ڈال دی، آپ ۱۹۸۵ سے ۱۹۸۹ء تک مسند قضاء پر براجمان رہے۔اس کے بعد جماعت نے اس اہم ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے متقدر علماء کی کمیٹی تشکیل دی۔اس کمیٹی کے پہلے چیئرمین الشیخ عبدالقادر رحمانی بنے، آپ ۱۹۸۹ سے ۱۹۹۵ء تک اس عہدے پر قائم رہے۔پھر ۱۹۹۵ء میں الشیخ بلال احمد عبدالکریم اس کے چیئرمین مقرر ہوئے۔

انجمن اسلامیہ بلتستان ابتدائے تأسیس سے ۱۹۰۰ء تک علاقہ ہذا کے تمام اہل سنت والجماعت (اہل حدیث اور احناف) کا مشترکہ پلیٹ فارم تھا۔ ۱۹۴۹ء کے سالانہ تبلیغی کانفرنس منعقدہ (یگو) کے موقع پر برادران احناف الگ ہو گئے۔اس کے بعد انجمن اسلامیہ بلتستان اہل حدیث کی ایک مستقل تبلیغی تنظیم کے طور پر برقرار رہی۔کانفرنسوں کے موقع پر اس کے لیے چندہ اکٹھا کیا جاتا تھا، اور باری باری اہل حدیث آبادی والے مواضع کے انتظام سے حسب استطاعت دوروزہ سہ روزہ سالانہ تبلیغی کانفرنسیں منعقد کرائی جاتی تھیں۔حتیٰ کہ ۱۹۸۳ء میں بلغار کی باری پر بعض عناصر نے نقض امن کا بے بنیاد خدشہ جتلا کر حکومت کو اجازت دینے سے باز رکھا۔اس کے بعد بھی اکا دکا مختصر جلسے منعقد کرائے گئے۔انجمن کا صدر جماعت اہل حدیث بلتستان کا امیر ہوتا تھا، اس کے روح رواں (سیکرٹری) فضیلۃ الشیخ محمد حسن اثری رحمہ اللہ تھے۔

۱۹۷۶ء تا ۸۹ء ملکی وتنظیمی معاملات ''**جماعت اہل حدیث**'' کے پلیٹ فارم سے طے پاتے تھے۔''**انجمن اسلامیہ بلتستان**'' کا نام مذکورہ ۲۳ سالہ دور میں صرف سالانہ کانفرنس کے مواقع پر سنا جاتا تھا۔۱۹۸۹ء کے آئین میں ''جماعت اہل حدیث بلتستان'' کی جگہ ''**جمعیت اہل حدیث بلتستان**'' کے نام نے لی۔اب ''**انجمن اسلامیہ بلتستان**'' کا لفظ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے اور جمعیت کی مجلس شوریٰ کا رئیس ''**جمعیت اہل حدیث بلتستان**'' کا امیر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس جمعیت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے! آمین

قسط نمبر:3

نکاح کا اسلامی نظریہ

میاں انوار اللہ

(۷) اصلاح باہمی کا اسلامی فارمولا:

میاں بیوی کو چاہیئے کہ آپس میں بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور برے کاموں میں تعاون نہ کریں، بلکہ ممکنہ حد تک باز رکھنے کی کوشش کریں: ﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾[المائدۃ/۲]

اور آپس میں ہر دم "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کا فریضہ پیار ومحبت اور ادب وحکمت کے مطابق ادا کرتے رہیں۔ ﴿والمؤمنون والمؤمنٰت بعضھم اولیاء بعض یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلٰوۃ ویؤتون الزکٰوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولٰئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم O﴾(التوبۃ:۷۱) "اور مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں ایک دوسرے کی خیر خواہ ہوتی ہیں، دونوں ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین کرتے اور بدی سے روکتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے، زکاۃ ادا کرتے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کرتے ہیں۔ یقیناً انہی لوگوں پر اللہ جلد ہی رحم فرمائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ خوب غلبہ والا، خوب حکمت والا ہے۔"

(۸) نافرمان بیوی کی اصلاح کی کاوش:

پیار ومحبت اور خیر سگالی کے ساتھ مسئلہ حل نہ ہونے کی صورت میں مرد پر لازم ہے کہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ حاکمیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اصلاح احوال کی کوشش انجام دے۔ اور یہ کام اللہ پاک کے بیان کردہ فارمولے کے مطابق درجہ بدرجہ کرے جو درج ذیل ہے: ﴿الرجال قوّٰمون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصٰلحٰت قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللہ والّٰتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ان اللہ کان علیا

کبیـــــرا O﴾ ''مرد عورتوں کی معاش کے ذمہ دار اور منتظم ہیں۔اس لئے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے۔اور اس لئے بھی کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔لہٰذا نیک عورتیں وہ ہیں جو فرمانبردار اور اُن کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت میں (مال وآبرو اور اولاد) کی حفاظت کرنے والی ہوں۔اور جن سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ، (نہ سمجھیں) تو خوابگاہوں سے انہیں الگ رکھو، (پھر بھی نہ سمجھیں) تو انہیں مارو۔پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تو خواہ مخواہ ان پر زیادتی کے بہانے تلاش نہ کرو۔یقیناً اللہ پاک بلند رتبہ اور بڑی شان والا ہے۔'' [النساء/٣٤]

(ا)۔ اصلاح کا پہلا مرحلہ (وعظ ونصیحت)

اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔اور مذکورہ آیت میں: ﴿فالصلحت قنتت حفظت للغيب بما حفظ الله﴾ بھی نصیحت کا بڑا مواد فراہم کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وعظ ونصیحت اچھے انداز میں ہونی چاہئے''ولا تقبح'' اور اسے (قبحكِ الله) وغیرہ کہہ کر بددعا نہ دے اور گالی گلوچ اور بدزبانی نہ کرے۔

(ب) - دوسرا مرحلہ (کنارہ کشی اختیار کرنا)

یعنی شوہر اظہار ناراضگی کے طور پر بیوی کو اپنے ساتھ نہ سلائے، اور آزما کر دیکھے، شاید یہ کوشش کامیاب ہو جائے اور بیوی معافی مانگ کر شاہراہ حیات پر پھر سلیقے سے رواں دواں ہو جائے۔

اس مرحلے میں مرد کو پابند کیا گیا ہے کہ یہ جدائی عارضی اور صرف شب بسری کی حد تک ہونی چاہئے۔

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث میں ارشاد نبوی ہے: {ولا تهجر الا في البيت} ''اور کبھی اس سے جدائی اختیار کرنا پڑے تو صرف اپنے گھر کی چار دیواری میں ہونی چاہئے''۔ مراد یہ ہے کہ بیوی کو گھر سے نکال نہ دے، کیونکہ اختلاف کی بات جہاں تک ممکن ہو مختصر دائرے میں رہنی چاہئے، میکے تک نہ پہنچنے پائے۔ نیز یہ اہتمام بھی کرنا چاہئے کہ قطع تعلق شب باشی سے گزر کر قطع کلامی تک نہ بڑھنے پائے۔ [هامش رياض الصالحين صفحه ١٦٣]

(ج) - تیسرا مرحلہ (جسمانی سزا)

اس بارے میں خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: {واضربوهن ضربا غير مبرح} ''انہیں صرف اتنا مارو کہ چوٹ نہ لگے۔'' [صحيح كما سبق]

نیز ارشاد فرمایا:{ **ولا تضرب الوجه** } "اور چہرے پر مت مارو۔"[ابو داؤد کما سبق]

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: { **لا تضربوا اماء الله** } "اللہ کی باندیوں کو نہ مارا کرو"۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے عرض کیا: "آپ کے اس فرمان سے عورتیں سر پر چڑھنے لگی ہیں۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مارنے کی اجازت عطا کردی۔ اجازت ملنے پر غالباً کچھ لوگوں نے پچھلے غصوں کی بھی کسر نکال لی، چنانچہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: { **لقد اطاف بآل محمد نساء كثير يشكون ازواجهن ليس اولئك بخياركم** } "تحقیق امہات المؤمنینؓ کے ہاں بہت سی عورتیںؓ مار پیٹ کی وجہ سے اپنے خاوندوں کی شکایت کرنے آئی ہیں، یاد رکھو! ایسے لوگ تم میں سے بہتر انسان نہیں ہیں۔" [ابو داؤد (٢١٤٦)٢/٦٣٨، ابن ماجه (١٩٨٥)١/٦٣٨۔ وحسنه النووی فی ریاض الصالحین : ١٦٤]

لہٰذا جسمانی سزا نہایت احتیاط سے دینی چاہئے۔ چہرے کو بچائے، چوٹ لگنے نہ دے اور زیادہ نہ مارے۔ کیونکہ یہ (*جس کی لاٹھی اس کی بھینس*) والا معاملہ نہیں، بلکہ شرعی اجازت کے تحت اصلاح کی ایک کوشش ہے۔

نکتہ: بیوی کوئی "روبوٹ" نہیں جو چوبیس گھنٹہ خدمت پر کمر بستہ رہے اور کسی حق کا مطالبہ نہ کرنے پائے۔ بلکہ وہ ایک آزاد انسان ہے اور اسے مکمل انسانی حقوق حاصل ہیں۔ ہر انسان کی طرح اس میں بھی متعدد اچھی اور قابل قدر صفات ہو سکتی ہیں۔ اور اخلاقی ونفسیاتی پہلو سے ان میں کچھ ناپسندیدہ صفات بھی ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے بیوی کی خوبیوں کی قدر کرتے ہوئے بعض کوتاہیوں سے درگزر کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا﴿ **فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيرا كثيرا** ﴾ "اگر تم کو وہ عورتیں پسند نہ آئیں (تب بھی حوصلہ اور صبر کے ساتھ ان سے اچھی طرح نباہتے رہو) کیونکہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کریں، لیکن اللہ تعالیٰ اسی میں تمہارے لئے بہت ساری بھلائیاں پیدا کردے۔" [النساء/١٩]

لہٰذا مؤمنہ بیوی کے طفیل اللہ پاک کی طرف سے خیر کثیر کے حصول کی امید میں باہم حسن معاشرت قائم رکھنا ہی دنیاوی اور اخروی ہر دو لحاظ سے بہتر ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (**لا يفرك مؤمن مؤمنة ،ان كره منها خلقا رضي منها اخر**) "کوئی مؤمن اپنی مؤمنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر اسے اس کی کوئی صفت ناپسند ہے، تو اس میں دوسری پسندیدہ صفت بھی ہوگی"۔ (صحیح مسلم حدیث: ١٤٦٩، مع المنهاج ١٠/٥٨)